کے متعین کرنے کا اس لئے ہمیں اگر یہاں اس موضوع پر قلم اٹھانا ہے تو مقصد اپنے دائرہ حلقہ میں رہ کر اصلاح و صحیح تربیت کے لئے ان نقائص کی نشان دہی کرنا ہے۔ جسکے جاری و ساری رہتے ہوئے قوموں کی تباہی و بربادی ایک کھلی حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ وہ ملک اور قوم زیادہ دن تک نہیں قائم رہ سکتے ہیں جوان حرکات و روش پر گامزن ہیں۔ لہٰذا جو قومیں اور ملک اپنے کو کامیاب و کامران بنانا چاہتے ہیں انہیں جلد سے جلد اپنے اندر سے ان نقائص کا سدِ باب کر ہی لینا ہوگا۔

سنہ ۱۹۹۶ء میں ہندوستان کی پارلیمنٹ کے الیکشن کی آمد آمد ہے جس کے لئے ہر پارٹی کوشاں ہے کہ کسی طرح پارلیمنٹ میں اپنی اکثریت حاصل کر کے وہ حکمرانی کے لئے گدی پر براجمان ہو جائے۔ اس کے لئے اسے ہر طرح کے پاپڑ بیلنے کے لئے اپنی ہنر مندی کے کرتب دکھانے ہیں تاکہ عوام ان پر اپنے اعتماد کی مہر ثبت کر دیں۔ سنہ ۱۹۸۹ء کے پارلیمنٹری انتخاب کے موقع پر ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کے پاس بابری مسجد/رام جنم بھومی کا دل فریب مدعا تھا کسی پارٹی کے لائحہ عمل میں بابری مسجد کو بچانا تھا اور کسی دیگر پارٹی کا الیکشن مینوفیسٹو میں بابری مسجد کی جگہ رام جنم بھومی کی تعمیر کا وعدہ کیا گیا تھا۔

لیکن ۸۹ء میں جو پارلیمنٹری الیکشن ہوئے اس میں کوئی بھی پارٹی پارلیمنٹ میں مکمل اکثریت تک نہ پہونچ سکی۔ جسکے نتیجہ میں کچھ پارٹیوں کی حمایت سے جو پارٹی حکومت بنا سکی وہ اپنی پانچ سالہ مدت پوری نہ کر سکی۔ جلد ہی وہ دوسری پارٹیوں کی حمایت واپس لئے جانے کیوجہ سے ختم ہوگئی اس کے بعد جو الیکشن ہوئے گو اسمیں بھی کسی ایک پارٹی کو مکمل ترین اکثریت حاصل نہ ہو سکی مگر کسی قدر کمی کو پورا کرتے ہوئے کانگریس پارٹی پارلیمنٹ میں اپنے بل بوتے پر حکمراں پارٹی بن گئی اور اس کو کسی نہ کسی طرح ۵ سال اپنی حکومت چلانے کا موقع بھی نصیب رہا۔ اس درمیان میں سیاسی حالات دگرگوں رہے مگر پھر بھی حکومت چلتی رہی اور وزیر اعظم نرسمہا راؤ کانگریس کی پانچ سالہ حکومت چلانے کے قائد و وزیر اعظم بنے رہے۔ مگر ۹۶ء میں کیا ہوگا کس پارٹی کو پارلیمنٹ میں اکثریت ملے گی یا کس کو نہیں۔ اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے ویسے

ماہرین الیکشن تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ۱۹۹۶ء کے پارلیمنٹری انتخاب کے بعد پارلیمنٹ میں پارٹیوں کی کامیابی کی جو تصویر دکھائی دے رہی ہے اس کے پیش نظر کوئی ایک پارٹی بھی اس حیثیت میں نہ ہو سکے گی کہ وہ اپنے اکیلے بل بوتے پر حکومت بنا سکے ۔ اگر یہ صورت حال ہوئی تو یقیناً یہ بات افسوسناک ہوگی ۔ انتخاب پر جس قدر روپیہ خرچ ہوتا ہے اس سے عوام الناس کے لئے روزگار فراہم کرنے کے لئے کتنی ہی انڈسٹریاں کارخانے اور رہنے کے لئے مکانات تعمیر ہو جائیں انتخاب پر اتنا روپیہ خرچ ہونے کے باوجود بھی وہ کچھ نہ حاصل ہو سکے جس کے لئے اتنا روپیہ وہ وقت صرف کیا گیا تو پھر لوگوں میں انتخابات کے بارے میں جو جوش و ولولہ امنگ ہے وہ ختم ہو جائے گا ۔ اور یہ بات ہندوستان جیسے عظیم جمہوری ملک کے لئے کوئی اچھی بات نہ ہوگی ۔

اب یہ ۱۹۹۶ء کے پارلیمنٹری الیکشن ہی کی تو تیاری ہے کہ ہندوستان کی سیاست کے افق پر کچھ ایسے واقعات رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں جو عوام کی توجہ و دلچسپی کے مرکز ثابت ہوئے ۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کی معاون و مددگار غیر سیاسی جماعت وشو ہندو پریشد کی طرف سے متھرا و کاشی کی مکتی کے لئے لنگر لنگوٹ کس کر طوفان انگیز طریقہ سے متحرک ہو جانا ، اور اس کے لئے جگہ جگہ پڑاؤ اور رتھ یاترا کر کے ووٹروں کے ذہن کو بنانے کی تیاری میں جٹ جانا ، لیکن مقام شکر ہے کہ ابھی یہاں مسلمانوں کا جوش و خروش جو اس موقع پر بالکل ہی غلط اور بیجا ہے دیکھنے کو نہیں ملا ورنہ تو "متھرا و کاشی کی مکتی" کا نعرہ ہندوستانی سیاست میں غضب کا ہیجان پیدا کر دیتا اور پھر بھارتیہ جنتا پارٹی کی معاون وشو ہندو پریشد کو کمال عروج کامیابی نصیب ہوتی اور اس طرح ۹۶ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی کا پارلیمنٹری انتخاب کا معرکہ سر کرنا کوئی مشکل مرحلہ ثابت نہ ہوتا ۔ کانگریس انتخاب جیتنے کے لئے کیا حکمت عملی اپناتی ہے اس کی تصویر ابھی صاف نہیں دکھائی دے رہی ہے ۔ اغلب ہے اس کی حکمت عملی میں اقلیتوں کے لئے دل خوش کن وعدوں ، تسلیاں ، اردو کو اس کا جائز حق بابری مسجد کے لئے لبھانے والی باتوں ہی کی بھرمار ہوگی ، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اقلیتوں کو اتنی سمجھ قطعاً نہیں ہے کہ وہ کانگریس کی طویل حکمرانی کے ریکارڈ میں اقلیتوں کے ساتھ رعائتیں نہیں بلکہ صرف